© rasailojaraid.com

مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی

اطمینانِ قلب و روح کا ایک ہی نسخۂ اکسیر

عصر حاضر کو تحقیق و ترقی اور تہذیب و تمدّن کا دور کہا جاتا ہے، نت نئی ایجادات و اکتشافات نے آج کے انسان کے حوصلے بہت بلند کر دیئے ہیں، اور وہ زمین کی پہنائیوں اور سمندر کی گہرائیوں کو ناپنے کے بعد آفتاب و ماہتاب پر کمندیں ڈالنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے، علم و فن کے ذریعہ دھات کے بے جان پرزوں سے انسانی دماغ کا کام لیا جارہا ہے، مہینوں کی مسافت کو گھنٹوں میں طے کر لینا ایک معمولی بات ہے، ابلاغ و ارسال کے ایسے کامیاب ذرائع مہیا کر لیے گئے ہیں کہ چند لمحوں میں اپنی بات پوری دنیا میں پھیلائی جاسکتی ہے، آرام و آسائش اور تزئین و آرائش کے ایسے ایسے سامان تیار ہو گئے ہیں کہ ایک صدی پہلے کا انسان ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا، اور اب تو تمدّن کا معیار اس قدر بلند ہو گیا ہے کہ آسمان سے باتیں کرتی عمارتیں اور ہواؤں کا پر کترتی مرسڈیز کاریں اپنا عروج اور وقار کھوتی جارہی ہیں ماکولات و ملبوسات کی اتنی قسمیں بنائی گئی ہیں کہ انہیں شمار میں لانا بھی مشکل ہے، غرضیکہ آرام و راحت اطمینان و سکون تہذیب و تزئین اور زیبائش و آرائش کے اسباب کی اس درجہ فراوانی اور کثرت کہ آج کے کوردہ اور پسماندہ دیہات بھی پہلے کے قصبات اور شہروں سے کہیں زیادہ پُر تکلف اور بارونق نظر آتے ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس مادی عروج و ترقی، ظاہری چمک دمک اور سامانِ راحت کی اس کثرت سے انسان کو چین و سکون اور امن و اطمینان حاصل ہو گیا ہے؟ قلب کو تسکین اور روح کو آسودگی مل گئی ہے؟ اور کیا واقعی تہذیب و تمدّن کے ان پُر شور نعروں کی بدولت آج کا انسان پہلے سے زیادہ شائستہ اور مہذب ہو گیا ہے؟ اگر آج کی متمدن اور ترقی یافتہ دنیا کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیں تو ان سارے سوالوں کا جواب آپ کو مایوس کن نفی میں ملے گا، اور مشاہدہ و تجربہ گواہ ہیں کہ آرام و راحت کے یہ اسباب جس قدر بڑھتے جارہے ہیں، قلب کے اضطراب اور روح کی بے چینی میں بھی اسی قدر اضافہ ہوتا جارہا ہے اور فریب تمدن کے دام صد رنگ میں گرفتار انسانیت تڑپ رہی ہے اور تلاشِ سکون میں در در کی ٹھوکریں کھارہی ہے، مگر یہ متاعِ گمشدہ کہیں سے ہاتھ نہیں لگ رہی ہے، عدل و امانت، صبر و قناعت، عفت و حیا، صدق و صفا، اخلاص و محبت، شرافت و مروّت، لحاظ و پاسداری، سیر چشمی و خود داری وغیرہ اعلیٰ قدریں جن سے انسانیت عبارت تھی۔ ایک ایک کر کے رخصت ہو گئی ہیں اور انسان اندر سے بالکل بے مایہ اور کھوکھلا ہو کر رہ گیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علم وفن تحقیق وجستجو اور عروج وترقی کے اس دور میں آخر انسانیت کیوں تباہ ہو رہی ہے۔ اس کی خلش روز بروز کیوں بڑھتی جارہی ہے اور اس کے اضطراب وانتشار میں آئے دن کیوں اضافہ ہوتا جارہا ہے، اگر حقیقتہً ہمیں سچے سکون کی طلب ہے اور ہم روح کی آسودگی اور قلب کے چین کے متلاشی ہیں تو ہمیں ان اسباب وعوامل کی کھوج لگانی چاہیئے۔ جن کے ذریعہ یہ جنس گرانمایہ حاصل کی جاسکتی ہے، ہم نے ایک طویل عرصہ تک دھات و بھاپ پر محنت کرکے دیکھ لیا، زمین کے پوشیدہ خزانوں کی تحقیق کرڈالی، آفتاب کی کرنوں اور بجلی کی لہروں کو بھی آزما چکے ہیں۔ ان سب کے دامن اس گوہر نایاب سے خالی ہیں، ہم نے اشتماریت واشتراکیت کا بھی تجربہ کرلیا ہے مگر ان آستانوں سے بھی یہ متاع عزیز ہمیں دستیاب نہیں ہوسکی۔

مگر ان مسلسل محرومیوں اور تجربات کی پیہم ناکامیوں سے مایوس ہو کر ہمت ہارنے کی ضرورت نہیں ہمیں ابھی ایک تجربہ اور کرنا چاہیئے، حاضر کے ان پُرفریب وپُرشور نعروں کے درمیان حق وصداقت کی ایک مدہم سی آواز بھی سُنائی دے رہی ہے، آیئے کان لگا کر سنیں ممکن ہے روح کو تسکین اور قلب کو آرام کا سامان یہیں فراہم ہو جائے، قرآن حکیم بھٹکی ہوئی انسانیت کو دعوت دے رہا ہے کہ اے گم کردہ راہ انسانوں دنیا کے ان گورکھ دھندوں میں پھنس کر اپنے آپ کو ضائع مت کرو اگر تمھیں سکون قلب کی تلاش ہے تو آؤ میرے پاس آؤ تمھارے گوہر مقصود کا پتہ میں اور صرف میں ہی بتا سکتا ہوں کیونکہ اس بیش بہا امانت کا امین و محافظ میں ہی ہوں۔ کان کھول کر غور سے سن لو «الا بذکر اللہ تطمئن القلوب» اللہ تعالیٰ ہی کی یاد سے قلوب چین پائیں گے، یعنی دولت وحکومت منصب وجاگیر، مادی ایجادات واکتشافات، ظاہری عروج وترقی، اسباب راحت کی فراوانی، ان میں سے کوئی چیز بھی انسان کو حقیقی سکون واطمینان سے ہم آغوش نہیں کرسکتی، صرف یادالٰہی اور ذکراللہ کا نور ہی دلوں سے ہر طرح کی دہشت، گھبراہٹ اور اضطراب وانتشار کو دور کرسکتا ہے۔

یہ اس کتاب مقدس کا اعلان ہے جس کی صداقت اور سچائی کو چودہ سو سال کی طویل مدت گذر جانے کے باوجود آج تک چیلنج نہیں کیا جاسکا ہے، ابتدائے نزول سے آج تک اس کا ہر اعلان اور ہر پیشین گوئی حرف بحرف درست ہوتی رہی ہے، اس لیے ضرورت ہے کہ ایک بار صدق دلی سے اس کا بھی تجربہ کرلیا جائے۔

© rasailojaraid.com